زکی ولیدی طوغان کی ''سرگزشت''

(۲)*

ثروت صولت

ذیل میں اسی خلاصہ کا تلخیص و ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

کتاب کا نام: ''سرگذشت: ترکستان اور مشرق میں آباد ترکوں کی قومی اور ثقافتی جد و جہد''

صفحات: ۶۳۱، تصاویر: ۳۰، نقشے: ۲،

ناشر: حکمت گز تجیلک لمیٹیڈ۔ تان مطبع

HIKMET GAZETCILIK LTD. STI (TAN MATBASI)

جولائی ۱۹۷۰ء میں احمد زکی ولیدی کی وفات نے ہمیں رنج و الم میں مبتلا کردیا ہے۔ احمد زکی ولیدی نے خود کو ترکوں کی تاریخ اور ثقافت کی تحقیق کے لئے وقف کردیا تھا۔ وہ ترکوں کی اسلامی دور کی تاریخ و ثقافت کے حقیقی عالم تھے۔ ان کو ترک اقوام کی مختلف شاخوں کے بارے میں جو ایک وسیع و عریض علاقے میں پھیلی ہوئی ہیں وسیع معلومات تھیں۔ انھوں نے اس میدان میں جو تحقیقات کیں ان کے نتائج سے دنیا کو باخبر کرنے کے لئے بیش بہا کتابیں شائع کیں۔

احمد زکی ولیدی طوغان نے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ مغربی علوم کو ان کے اصل ماخذ سے حاصل کیا اور اس کے بعد ان تمام علوم کو، خواہ مشرقی ہوں یا مغربی تحقیقی نظر سے پرکھ کر معروضی اور علمی نتائج پر پہنچے۔

طوغان نے بیسویں صدی کے آغاز سے آج تک ساٹھ سال کی فعال زندگی میں

---

* اس کی پہلی قسط مارچ ۷۳ء میں شائع ہوئی تھی

اهم سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا اور وہ ان سیاسی واقعات کے عینی شاهد هیں ۔ اس ضمن میں همارے لئے جو چیز سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث هے وہ روسی حاکمیت کے تحت رهنے والے ترکوں کی آزادی کی جدوجہد هے ۔ ان کی ذات چونکه نوجوانوں کے لئے منبع فیضان تھی اس لئے انھوں نے ''خاطر الار،، کے نام سے ایک کتاب میں اپنی زندگی کے حالات مرتب کئے هیں ۔ اس ضخیم کتاب میں انھوں نے اپنی زندگی کے مختلف ادوار کو بڑی خوبی سے بیان کیا هے ۔ اور ساتھ هی یه کتاب تحقیق و تدقیق کا اعلیٰ نمونه بھی هے ۔

یه سر گزشت ۱۹۲۰ع تک کے حالات پر مشتمل هے اور دس ابواب میں منقسم هے :

باب اول : اس کا عنوان ''میرا بچپن،، هے ۔ اس باب میں طوغان نے اپنے بچپن کے واقعات اور وسط ایشیا کے ترک معاشرہ سے متعلق دلچسپ معلومات فراهم کی هیں ۔ انھوں نے لکھا هے که ان کے والدین کا تعلق بخارا اور خیوہ کے خاندانوں سے تھا جن کی تربیت اٹھارویں صدی کے معاشرہ میں هوئی تھی ۔ مولف کے اجداد میں سے بعض نے روسی فوج کے باشکرد دستوں میں شامل هوکر فوجی خدمات انجام دی تھیں اور انھوں نے اگرچه روسی ثقافت کا اثر قبول کیا تھا لیکن اپنی آبائی ترک اسلامی ثقافت کو فراموش نہیں کیا تھا ۔

مولف کے والد ایک بڑے مدرسه میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے اور اپنے زمانے کے لحاظ سے سند سمجھے جاتے تھے ۔ وہ ایک طرف بچوں کا تعلیمی معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے تھے اور دوسری طرف گھوڑوں کی دیکھ بھال، خدمت خلق اور گاؤں کی زندگی سے تعلق رکھنے والے کاموں میں بھی دلچسپی لیتے تھے ۔ اسی طرح مولف کی والدہ کے گھرانے میں هر شخص ضروری تعلیم سے آراسته تھا اور کئی افراد مدرس کی حیثیت سے فرائض

انجام دیتے تھے اور ترکی زبان کے ساتھ عربی اور فارسی بھی جانتے تھے۔ چنانچہ طوغان ابھی چھ سال ھی کے تھے کہ انھوں نے عربی فارسی اور روسی زبان سیکھنا شروع کردی تھی۔

طوغان نے ۱۹۰۲ع سے ۱۹۰۸ع تک کا زمانہ (یعنی بارہ سے اٹھارہ سال کی عمر تک) اوتیک (UTEK) نامی گاؤں میں اپنے ماموں کے پاس گذارا جن کے پاس ایک بہترین کتب خانہ تھا اور جو ترقی پسندانہ خیالات رکھتے تھے۔ یہاں نوجوان طوغان کے دل میں باھر جاکر مزید علم حاصل کرنے کی خواھش پیدا ھوئی۔

باب دوم: اس باب کا عنوان ھے "۱۹۰۸ع سے ۱۹۱٦ع کے درمیان میری علمی جدوجہد"۔ اس باب میں طوغان نے باشکردستان ، قازان، فرغانہ، بخارا اور پیٹرسبرگ کی سیاحت کا حال لکھا ھے۔ طوغان لکھتے ھیں کہ ان کے والد ان کی شادی کرانا چاھتے تھے۔ یہ بات ان کو پسند نہیں تھی اس لئے ایک دن انھوں نے اپنے والد کے نام ایک خط لکھا کہ وہ شادی نہیں کریں گے کیونکہ وہ مزید تعلیم حاصل کرنا چاھتے ھیں اور اس کے بعد وہ گھر سے فرار ھوگئے۔ طوغان اورنبرگ، استر خان اور قازان چلے گئے اور وھاں تعلیم حاصل کی۔ اخراجات پورے کرنے کے لئے ملازمت کرنے پر مجبور ھوئے۔ بالآخر قازان کے مدرسۂ قاسمیہ میں، "ترک تاریخ اور عربی ادبیات" کے معلم ھو گئے۔ اس وقت طوغان کی عمر صرف بیس سال تھی۔ اس زمانہ میں طوغان کو جو بھی عالم یا مفکر ملتا وہ اس سے دوستی کرلیتے اور اس سے بحث و مباحثہ کرتے۔ اس طرح ان کے علم اور ان کی شہرت دونوں میں اضافہ ھوتا گیا۔

اسی زمانہ میں ان کے ذھن میں یہ خیال پرورش پانے لگا کہ صاحب شعور انسانوں کے تعاون سے ایک ایسا دین کیوں نہ بنایا جائے جو تمام انسانوں کے درمیان مشترک ھو۔ اس خیال نے طوغان کے والد کو فکر مند کردیا۔

گھر میں ایک مجلس محاکمہ منعقد ھوئی، جہاں ان سے جواب طلبی کی گئی۔ اس واقعہ کے بعد طوغان نے اپنی علمی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے مسلمان عالموں کی لکھی ھوئی کتابوں کا گہرا مطالعہ شروع کردیا۔ اس کے ساتھ ھی انھوں نے روسی زبان کی کتابیں بھی پڑھیں اور روسی اساتذہ سے درس بھی لیا۔

۱۹۱۱ع اور ۱۹۱۲ع میں طوغان نے قازان یونیورسٹی کے لیکچروں میں شرکت کی اور خود بھی لیکچر دئے۔ ان کے یہ لیکچر جو ترک و تاتار تاریخ سے متعلق ھیں اور اسی زمانہ میں دو جلدوں میں شائع ھوگئے تھے۔

اسی زمانہ میں طوغان کو استنبول کے کتب خانوں کو دیکھنے اور ان سے استفادہ کرنے کا شوق پیدا ھوا۔ یہ شوق تو اس وقت پورا نہ ھوسکا مگر ان کو پہلے قازان یونیورسٹی کی ”انجمن آثار قدیمہ و علم الاقوام“ کی طرف سے اور اس کے بعد ”روسی علوم کی اکادمی“ کی طرف سے دو دفعہ ترکستان بھیجا گیا۔ ان سیاحتوں کے دوران طوغان نے فرغانہ سمرقند اور بخارا کے کتب خانوں میں مخطوطات کی تحقیق کی اور ”علم الاقوام“ کے سوضوع پر سواد جمع کیا۔

اس دوران میں ایک روسی مستشرق پروفیسر کاتانوف (Katanov) کا کتب خانہ فروخت کرنے کا اعلان ھوا۔ یہ کتب خانہ شرقیات اور ترکوں کی تاریخ کے لئے بہت اھم تھا اس لئے طوغان کی کوشش سے حکومت ترکی کے محکمۂ اوقاف نے اس کو خرید لیا۔ ۱۹۱۴ع میں طوغان کو پیٹرسبرگ میں ریدلوف (Radloff) اور بار تھولڈ (Barthold) جیسے مستشرقین کے ساتھ کام کرنے کا سوقع ملا۔

باب سوم : اس باب کا عنوان ھے ”۱۹۱٦ع سے ۱۹۱۸ع تک میری سیاسی جدوجہد“۔ اس باب میں طوغان نے بتایا ھے کہ ان کی سیاسی زندگی کا آغاز کس طرح ھوا۔ انھوں نے سب سے پہلے اوفا میں سوشیل ڈیموکریٹک

اور سوشل انقلابی پارٹیوں سے تعلق پیدا کیا اور وہ راستہ اختیار کیا جو اس زمانہ میں غیر ملکوں میں مقیم انقلاب پسند روسی اختیار کئے ہوئے تھے۔ اسی زمانہ میں ان کو ترکستان کی سیاسی تحریکوں سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ اوفا کے مسلمانوں کی طرف سے طوغان نے روسی پارلیمان ''دوما،، میں نمائندگی کی۔ اسی زمانہ میں مشہور روسی ادیب میکسم گورکی سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے روس کی محکوم قوموں کے مسئلہ پر باتیں ہوئیں ۔ طوغان نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی لیکن بالشویک انقلاب آجانے کی وجہ سے کتاب شائع نہیں ہوسکی۔ بعد میں یہی کتاب ''آج کا ترکستان اور اس کا ماضی قریب،، کے نام سے مزید اضافے کے ساتھ شائع ہوئی۔

١٧ فروری ١٩١٧ع کا انقلاب جس وقت آیا اس وقت طوغان پیٹرسبرگ میں تھے۔چنانچہ طوغان نے ٢٧ مارچ ١٩١٧ع میں پیٹرسبرگ میں ہونیوالی روسی مسلمانوں کی کانگریس اور تاشقند میں ہونیوالی دوسری کانگریس کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ یہ کانگریس ترکستان کی آزادی کے لئے کوشش کررہی تھی اور ٧ مئی کو ماسکو منتقل ہوگئی تھی۔ طوغان نے لکھا ہے کہ ترکستان کی قومی اسمبلی قائم کرنے اور اورنبرگ میں باشکردستان کی مجلس شوریٰ قائم کرنے کی غرض سے کیا کیا کوششیں کی گئیں ۔

٢٨ اگست ١٩١٧ع کو اوفا میں باشکرد کانگریس ہوئی ۔ اس دوران میں کیرنسکی کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور اکتوبر میں بالشویک حکومت پر قابض ہوگئے۔ ٢ نومبر ١٩١٧ع کو بالشویکوں نے محکوم قوموں کی آزادی کے حق کو تسلیم کرنے کا مشہور اعلان کیا۔ طوغان نے تفصیل سے بتایا ہے کہ باشکردستان کی حکومت کس طرح قائم ہوئی اور ١٨ جنوری ١٩١٨ع کو اورنبرگ پر کس طرح بالشویکوں کا قبضہ ہوا۔ بالشویکوں نے جن لوگوں کو گرفتار کیا ان میں طوغان بھی شامل تھے۔

مئی کے آخر میں قید سے بھاگنے والے افراد نے نئی باشکرد حکومت قائم کی اور جون ۱۹۱۸ع میں طوغان نے باشکرد فوجی دستوں کی تنظیم کا کام شروع کردیا ۔ یہ طوغان کی فوجی زندگی کا دور ہے۔ بالشویک فوجوں سے باشکردوں کی لڑائیاں ہوئیں ۔ لیکن اس دوران میں اتحادیوں نے بالشویک حکومت کو تسلیم کرلیا ۔ چناچہ طوغان اور دوسرے انقلابی مسلمانوں نے جن میں ہندوستان کے برکت اللہ بھی شامل تھے بالشویکوں کے ساتھ تعاون کرنے میں عالم اسلام کا فائدہ دیکھا ۔

باب چہارم : اس باب کا عنوان ہے ''سوویٹ حکومت کے ساتھ تعاون کے پندرہ ماہ،، ۔ طوغان نے لکھا ہے کہ انھوں نے بالشویکوں کے ساتھ اس توقع کے ساتھ تعاون کیا تھا کہ وہ بالآخر لینن پر اثر انداز ہو سکیں گے ۔ اکتوبر کے انقلاب کے بعد روسی فوجیں سرحدوں سے واپس ہونا شروع ہو گئیں ۔ زار کی حکومت میں بسنے والی محکوم قوموں نے آزادی کا اعلان کیا ۔ خود مختار باشکردستان کی حکومت نے بھی، جس کے فعال رکن خود طوغان تھے، صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ۔ مگر بالشویک بتدریج صورت حال پر قابو پانے لگے اور باشکرد بالشویک حکومت کے ساتھ تصفیہ پر مجبور ہوگئے ۔ طوغان نے بالشویک حکومت کے ساتھ ایک معاھدہ پر دستخط کردئے جس کے تحت باشکردستان کو داخلی اور اقتصادی خودمختاری مل گئی مگر فروری ۱۹۱۹ع میں باشکرد فوجی دستے سرخ فوج میں ضم کردئے گئے ۔

اس کے بعد طوغان اسٹالن اور لینن کی دعوت پر روس گئے ۔ وہاں اسٹالن، ٹراٹسکی اور لینن سے قومیتوں اور نوآبادیوں کے مسئلہ پر بحثیں ہوئیں ۔ قرآن اور اشتراکیت میں مطابقت پیدا کرنے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ۔ لینن نے ہندوستان سے برطانوی سامراج ختم کرنے کے لئے مشرقی اقوام کے تعاون کی ضرورت پر زور دیا اور اس ضمن میں طوغان کے خیالات معلوم کئے ۔ طوغان

لکھتے ھیں کہ انھوں نے لینن کے خیالات سے اختلاف کیا لیکن لینن نے ان کی یہ تجویز مان لی تھی کہ ترکستان کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن ترکستان روانہ کیا جائے جو تین مسلمانوں اور دو روسی ممبروں پر مشتمل ہو۔ لیکن بعد میں صرف روسی بھیجے گئے کیونکہ تاشقند کے روسی نژاد کمیونسٹوں نے کمیشن کی تجویز سے اختلاف کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ خیالات لینن کے نہیں بلکہ طوغان اور ھندوستانی انقلابی رھنما برکت اللہ کے ھیں جنھوں نے لینن پر اثرانداز ھونے کی کوشش کی ھے۔ اس موقع پر لینن اور طوغان میں آخری مرتبہ گرما گرم بحث ھوئی ھے اور طوغان، لینن سے اور سوویت حکومت سے قطع تعلق کر لیتے ھیں۔ ٨٨

باب پنجم : اس کا عنوان ھے ''ترکستان میں جدوجہد،،۔ طوغان لکھتے ھیں کہ ٢٩ جون ١٩٢٠ع کو وہ لینن سے علیحدہ ھوگئے اور بغاوت کا علم بلند کرکے ترکستان کا رخ کیا۔ طوغان اور ان کے ساتھی خوارزم سے کاشغر تک تمام ترکستان میں آزادی کی جدوجہد منظم کرنا چاھتے تھے۔ طوغان سرخ فوج کی وردی پہن کر فرار ھوئے۔ ان کی بیوی نفیسہ خانم سمرقند میں رہ گئیں اور وہ خود باکو پہنچ گئے جہاں ستمبر ١٩٢٠ع میں مشرقی قوموں کی کانگریس بلائی گئی تھی۔ طوغان جس مکان میں چھپے تھے سوویت پولیس نے اس کی تلاشی لی لیکن طوغان کو نہیں پکڑ سکی۔ البتہ پولیس کو ان کا ایک خط مل گیا جس میں انھوں نے ترکوں کے ساتھ سوویت حکومت کی وعدہ خلافیوں کا تذکرہ کیا تھا۔ طوغان نے بتایا ھے کہ وہ روپوشی کی حالت میں بھی باکو اور اس کے نواح کے تاریخی آثار کا مطالعہ کرتے اور عوامی ادبیات کے نمونے جمع کرتے رھے۔

طوغان نے اگرچہ باکو کانگریس میں شرکت نہیں کی تھی لیکن ان کو ترک کمیونسٹ ساتھیوں سے کار روائی کی خبریں ملتی رھتی تھیں۔ کانگریس

ختم ہونے کے بعد طوغان، خوارزم روانہ ہوگئے۔ اپنی بیوی اور نوسولود بچے کو دیکھنے کے بعد ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کو بخارا چلے گئے، اور وہاں امیر بخارا کے خلاف جدوجہد کے بہانے بخارا کی قومی فوج قائم کرنے کا کام شروع کردیا۔ انھوں نے ترکستان کی مختلف پارٹیوں کو متحد کیا اور آزاد ترکستان کی تنظیم قائم کی۔ آزاد ترکستان کے لئے ایک جھنڈا تیار کیا گیا جو سلجوقیوں اور قرہخانیوں کے اس جھنڈے کی طرح تھا جس کا تذکرہ گیارھویں صدی کے ترک مصنف محمود کاشغری نے اپنی ترکی لغت میں کیا ھے اور جس کی تصویر استنبول میں توپ قاپو کے عجائب گھر میں نمبر ۱۸۷ کے تحت خیر خاتون کے خمسہ کے مسودہ کے صفحہ ۲۳۰ پر دیکھی جا سکتی ھے۔

اسی زمانے میں انور پاشا سے طوغان کی ملاقات ہوئی اور ترکستان کی آزادی، اتحاد اسلام اور ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے مسائل پر دلچسپ بحثیں ہوئیں۔ طوغان لکھتے ھیں کہ ''انور پاشا ایک بڑے تصور پرست (Idealist) تھے۔'' لیکن طوغان نے ان کے خلوص اور ان کی حب الوطنی کی تعریف کی ھے۔

انور پاشا کو بخارا میں چھوڑ کر طوغان سمرقند چلے گئے۔ انھوں نے یہ راستہ جان جوکھوں میں ڈال کر طے کیا کیونکہ تمام دروں اور راستوں پر روسی فوجیں تعینات تھیں۔ اس دوران میں انور پاشا اس عزم کے ساتھ مشرقی بخارا کی طرف جاتے ھیں کہ اگر کامیاب ہوگیا تو غازی ورنہ شہید ہو جاؤں گا۔ طوغان نے وہ تقریر درج کی ھے جس میں انور پاشا نے کہا تھا کہ اگر ہم نے آزادی کے لئے جان دیدی تو شاید آنے والی نسلوں کو آزادی اور خوشحالی نصیب ہوسکے گی۔

طوغان نے بتایا ھے کہ انھوں نے انور پاشا کو مدد پہنچانے کی کیا کوشش کی یہاں تک کہ ۴ اگست ۱۹۲۲ء کو عید الاضحیٰ کے پہلے دن چیکن.

نامی گاؤں میں انور پاشا سرخ فوجوں سے جھڑپ کے دوران شہید ہوگئے۔ ان کی شہادت سے بسماچی تحریک میں حصہ لینے والوں خصوصاً نوجوانوں میں مایوسی پھیل گئی اور تحریک بتدریج ختم ہوگئی۔

زکی ولیدی طوغان دو ماہ تک تاشقند میں چھپے رہے - ۱۸ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ساتویں ترکستان قومی کانگریس میں شرکت کے بعد ایران، افغانستان اور ہندوستان کے راستہ یورپ کے لئے روانہ ہوگئے تاکہ ترکستان کی قومی یونین کا مرکز کسی بیرونی ملک میں قائم کریں۔

طوغان ۲۲ اکتوبر کو ترکستان سے روانہ ہوئے اور ۱۸ نومبر کو عشق‌آباد (ترکمانستان) پہنچے۔ یکم دسمبر کو ان کی بیوی نفیسہ خانم بھی وہاں پہنچ گئیں۔ ایران میں داخل ہونے سے پہلے چار ماہ تک وہ مرونو میں رہے اور اسی جگہ انھوں نے اپنی مشہور کتاب ''آج کا ترکستان اور اس کا ماضی قریب'' کا پہلا مسودہ مکمل کیا جو بعد میں قاہرہ اور استنبول سے شائع ہوا۔

طوغان کی زندگی کا یہ سب سے تکلیف دہ زمانہ تھا۔ ان کا بیٹا جس کا نام ایک باشکرد ہیرو کے نام پر ارس محمد رکھا تھا ابھی ایک بھی سال کا نہیں ہوا تھا کہ ملیریا میں مبتلا ہوکر مرگیا اور اس کی نعش کو مشفق نامی ایک شاعر کے مزار میں رکھ کر میاں بیوی دونوں بخارا روانہ ہوگئے۔ کچھ ھی مدت کے بعد وہ ایران کے لئے روانہ ہوگئے لیکن ایران میں داخل ہوتے ھی ان کی بیوی بھی ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئیں۔ طوغان کے شوق تحقیق کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ھے کہ وہ جب ایران کی سرحد پر اناو (Annau) کے آثار قدیمہ کے پاس پہنچے تو ان حالات کے باوجود مسجد کی دیواروں کی آیات کو چاند کی روشنی میں پڑھنے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی۔ یہاں طوغان نے حسرت کے ساتھ وطن پر آخری نظر ڈالی۔

باب ششم: اس باب میں طوغان نے سوویٹ روس سے روانہ ہونے کے

بعد ایران میں ،جو سات ھفتے گذارے ان کے واقعات لکھے ھیں ۔ وہ پروفیسر عبدالقادر عنان کے ساتھ ۲۱ فروری ۱۹۲۳ع کو ایران میں سنگ صولاق (Sulak) کے مقام پر پہنچے جہاں کے تمام باشندے ترک تھے۔ اگلے دن شہر طوس کے آثار قدیمہ دیکھنے گئے اور امام غزالی اور فردوسی کے مزاروں کی زیارت کی۔ پھر مشہد کے لئیے روانہ ھوگئے جہاں شہر کی مسجدوں کے کتبوں کو پڑھنے کی کوشش کی۔

مشہد میں طوغان کی ملاقات ترکمان پناہ گزینوں سے ھوئی۔ انھوں نے بتایا کہ سوویٹ حکام طوغان کی جان کے درپے ھیں اس لئے وہ ھوشیار رھیں ۔ مشہد میں طوغان ترکی کے قونصل خانہ گئے جو حال ھی میں قائم ھوا تھا۔ یہاں انھوں نے انقرہ پہنچانے کے لئے ایک خط دیا۔ یہ خط ترکی کے مشہور رھنماؤں اور مصنفین یوسف آقچورہ، ضیاءگوک الپ، آغا اوغلو احمد اور فواد کوپرولو کے نام تھا اور اس میں ترکستان کی صورت حال پر روشنی ڈالنے کے علاوہ مصطفی کمال پاشا کو خراج تحسین پیش کرنے کی درخواست بھی تھی۔ طوغان نے انقرہ کے محکمۂ خارجہ کو بھی ایک رپورٹ بھیجی۔ اس رپورٹ کے ساتھ انھوں نے دو کتابچے بھی نتھی کردئے۔ ان میں ایک کتابچہ ترکستان میں انور پاشا کی سرگرمیوں سے متعلق تھا اور دوسرا ''مشرق میں سوشل انقلاب،، کے موضوع پر تھا۔ پہلے رسالہ میں انھوں نے انور پاشا کی شہادت کو ترکوں کی تاریخ کا ایک بڑا حادثہ قرار دیا تھا اور دوسرے میں بتایا تھا کہ روس میں مارکس کے دور کی تصور پرستی (Dealism) ختم ھوگئی ھے اور کمیونزم کو روسی حکومت ایک نئے قسم کے استعمار کے لئے بطور حربہ استعمال کر رھی ھے۔

طوغان کی علمی اور تحقیقی سرگرمیاں مشہد میں بھی جاری رھیں۔ انھوں نے مشہد میں امام رضا کے روضہ کے کتب خانہ کو کھنگال ڈالا اور

کتب خانہ میں متعدد نایاب کتابوں کا پتہ چلایا۔ انھوں نے چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) کے سفر نامہ ابن فضلان کو جس میں بلغار کی سیاحت کا حال بیان کیا گیا ہے اور جس کے بارے میں خیال تھا کہ ضائع ہوچکا ہے ڈھونڈ نکالا۔

باب ہفتم : اس باب میں افغانستان میں قیام کے پانچ ماہ کی سرگذشت بیان کی گئی ہے۔ طوغان اور پروفیسر عبدالقادر عنان مشہد سے ایرانی فوجیوں کی حفاظت میں افغانستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۲۳ء کو افغانستان کے سرحدی دروازہ کافر قلعہ اور اگلے دن ہرات پہنچے۔ تیموریوں کے اس پایۂ تخت میں انھوں نے پانچ ہفتے گزارے۔ والیٔ ہرات اور مشہور فاضل صلاح الدین سلجوقی کی مدد سے شہر کے تمام تاریخی مقامات دیکھے۔ انھوں نے یہاں جو تحقیقات کیں وہ ترکی زبان میں شائع ہونے والی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں شائع(۱) ہو چکی ہیں۔ یہ تحقیقات تیموری دور کے شہر ہرات کے نقشے اور ترکی زبان کے نمونوں سے متعلق ہیں۔

۱۸ جون کو طوغان کابل پہنچے۔ یہاں انھوں نے بخارا کے سفیر، بخارا کی حکومت کے سابق صدر عثمان خواجہ، ترک سفیر فخرالدین پاشا، افغانستان کے وزیر خارجہ ولی محمود خاں اور وزیر تعلیم فیض محمد خاں سے ملاقات کی۔ فخرالدین پاشا اور طوغان کے درمیان دوستی ہوگئی۔ افغان حکومت اور شاہ امان اللہ خاں نے پروفیسر زکی ولیدی طوغان کو کابل میں روکنا چاہا لیکن وہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کار سے ہندوستان کے لئے روانہ ہوگئے۔

باب ہشتم : اس باب میں طوغان نے پشاور سے بیروت تک سفر کی داستان بیان کی ہے۔ پشاور میں انگریز گورنر نے ان کو بلا کر ان کی گزشتہ سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں سوالات کئے اور بتایا کہ وہ ہندوستان میں سیاسی

---

(۱) دیکھئے مقالۂ "ہرات" Islam Ansiklopedisi جلد پنجم صفحہ ۴۲۹ تا ۴۳۲

سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے اور نہ جلسے کر سکتے ہیں ۔ گورنر نے اس ملاقات کا حال لکھ کر وائسرائے لارڈ ریڈنگ کو روانہ کردیا ۔ دس دن بعد جواب آیا اور طوغان اور عبدالقادر کو ہندوستان چھوڑنے اور کہیں ٹھیرے بغیر بمبئی جانے کی ہدایت کی گئی ۔ طوغان فوراً بمبئی کے لئے روانہ ہوگئے ۔ بمبئی میں انھوں نے ایک مسجد کی محراب میں قرآن کے ساتھ ساتھ مثنوی مولانا روم کے اشعار کو اور ایک دیوار پر مصطفے کمال زندہ باد کے نعرے کو دلچسپی سے دیکھا ۔

طوغان بمبئی میں چند ہفتے رہنے کے بعد دخانی جہاز سے بیروت کے لئے روانہ ہوگئے ۔ راستہ میں جب جہاز حجاز کے ساحل کے پاس سے گذرا تو اس وقت کے قلبی واردات کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔ انھوں نے تکبیر پڑھی اور حج کرنے اور مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کی دعا کی ۔ بیروت پہنچنے کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کو طوغان فرانس کے بندرگاہ مارسلیز کی طرف روانہ ہوگئے ۔

باب نہم : اس باب کا عنوان ہے ”یورپ میں اٹھارہ ماہ،، طوغان اور عبدالقادر ۱۹۲۳ء کے اختتام پر پیرس پہنچے ۔ سب سے پہلے اپنے وطن کے دوست احباب کی تلاش کی ۔ ان کے ساتھ کچھ مدت گزارنے کے بعد پیرس کے علمی حلقوں سے رابطہ قائم کیا ۔ وہ جن مورخین اور مستشرقین سے ملے ان میں حسب ذیل افراد نمایاں ہیں ۔

آرل اسٹائن، (Aurel Stein) پیلیو (Pelliot)، Gabriel Ferrand پروفیسر Gothiot ، Jean Deny ، E. Blochet Joseph Castagne منورسکی (Minorsky) ، سر ڈینی سن راس (Sir Denisen Ross) ایڈورڈ براؤن (E. Brown) (Carra de Vauk) اور Benvenist ۔

طوغان نے اس موقع پر ایک ممتاز ایرانی فاضل مرزا محمد خان قزوینی

سے استفادہ کیا۔ مشہد اور کابل میں ان کو جو نئے مخطوطات ملے تھے ان پر ایشیاٹک سوسائٹی میں تقریر بھی کی۔

فروری ۱۹۲۴ع میں طوغان اور عبدالقادر بے برلن چلے گئے وہاں بھی کئی ترکستانیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کے علاوہ ایڈورڈ ساخاو (Edward Sachau) تھیوڈور نولڈیکی Theodor Noldeke ، ایف۔ ڈبلو۔ کے ملر (Muller) اور دوسرے مستشرقین سے بھی ملاقات ہوئی۔

پیرس اور برلن میں وہ جن مستشرقین سے ملے انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ طوغان ان کے ساتھ کام کریں۔ کئی جگہ سے خصوصاً کیمرج یونیورسٹی سے پر کشش اور منفعت بخش پیشکشیں بھی آئیں لیکن طوغان اور عبدالقادر یورپ کے بجائے ترکی میں رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کرچکے تھے، اس لئے ان پیشکشوں کو منظور نہیں کیا۔

طوغان نے ترکی میں رہائش اختیار کرنے کا قطعی فیصلہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۵ع کو برلن میں ڈاکٹر رضا نور بے کے ساتھ گفتگو کے بعد کیا۔ ڈاکٹر رضا نور نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ سیاسی کاموں کو دوسروں کے سپرد کردیں اور خود کو ترکوں کی تاریخ کی تحقیقات کے لئے وقف کردیں اور اس موضوع پر یوسف آقچورہ، فواد کوپرولو، حمد اللہ صوفی اور آغا اوغلو احمد سے ڈاکٹر رضا نور کی جو گفتگو ہوئی تھی اس کا طوغان سے تذکرہ کیا نیز استنبول یونیورسٹی میں پروفیسر کی حیثیت سے تقرری کے بارے میں طوغان کی رائے معلوم کی۔

برلن میں ترکی کے سفیر کمال‌الدین سمیع پاشا نے چند دن بعد طوغان کو بلایا اور ترکی کے وزیر تعلیم حمداللہ صوفی کا مکتوب دیا جس میں انھوں نے طوغان کو ترکی آنے کی دعوت دی تھی۔ اس کے بعد یوسف آقچورہ اور فواد کوپرولو کی طرف سے بھی خطوط آئے۔ ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ع کو ڈاکٹر رضانور

کا خط ملتا ھے جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ انقرہ میں وزارت تعلیم کی طرف سے ''انجمن تالیف و ترجمہ،، میں طوغان کا تقرر کردیا گیا ھے ۔

باب دہم : اس کا عنوان ھے ''یورپ سے ترکی تک،، ۔ ۱۲ مئی ۱۹۲۵ء کو طوغان اور عبدالقادر استنبول کے لئے روانہ ہوئے ۔ پراگ، بوداپست اور بخارسٹ ہوتے ہوئے کانسٹینٹا پہنچے ۔ پراگ میں ان کی صدر بینش سے بھی ملاقات ہوئی ۔ بوداپست میں طوغان کئی مستشرقین اور مورخین سے بھی ملے جن میں حسین نامق اور کون اور ھنگری کے بیت الحکمت میں علم الاقوام کے ماھر خصوصی میسا روش قابل ذکر ھیں ۔ میسا روش نے ان کو اوغز ترکوں سے متعلق ایک داستان سنائی جسے انھوں نے باشکردستان میں سنکر لکھا تھا ۔

رومانیہ کے بندرگاہ کانسٹنٹا میں نوغائی، یدیسان (Yedisan) اور آلچن قبائل کے لوگوں سے طوغان کی ملاقات ہوئی ۔ ان سے طوغان نے ان کے ملکوں کے حالات سنے ۔

۱۹ مئی ۱۹۲۵ء کو طوغان دخانی جہاز میں بندرگاہ کانسٹینٹا سے استنبول کے لئے روانہ ہوگئے ۔ اس موقع پر انھوں نے اپنی اس کیفیت کا حال بھی لکھا ھے جو ان کے قلب پر استنبول کی سرزمین پر جس کا چپہ چپہ تاریخی اھمیت رکھتا ھے اور جو ان کا نیا وطن بنے والا تھا، قدم رکھتے وقت طاری ہوئی تھی ۔

طوغان استنبول پہنچنے ھی اسی دن جامع فاتح کے کتب خانہ میں گئے ۔ دوسرے دن سلیمانیہ، ایاصوفیہ اور کوپرولو کے کتب خانوں میں گئے ۔ اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ انھیں ان کتب خانوں سے استفادہ کرنے کی توفیق دے ۔

استنبول پہنچنے کے دس دن بعد ۳ جون ۱۹۲۵ع میں شائع ہونے والے سرکاری اعلان کے ذریعہ ان کو ترکی شہریت مل گئی اور طوغان انقرہ روانہ ہو گئے۔

۳۱ جولائی ۱۹۲۵ع کو عید الاضحیٰ کے دن حاجی بیرام کی مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد طوغان ترکی کی مجلس کبیر ملی کی عمارت میں غازی مصطفےٰ کمال کو مبارک باد دینے گئے۔ اتا ترک نے ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے پوچھا کہ ترکی آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی۔ زکی ولیدی طوغان نے جواب دیا:

''میں اس بات کا انتظار کررہا تھا کہ میری جیب میں وہ کاغذ آجائے جس میں مجھے ترکی کا شہری قرار دیا گیا ہے،،۔

اس جملے کے ساتھ ''سرگذشت،، حصہ اول ختم ہو جاتی ہے۔